تقریر سیالکوٹ

(نشانات صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

از

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

تقریر سیالکوٹ

(جو حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۰ اپریل ۱۹۲۰ء کو بمقام سیالکوٹ ایک پبلک جلسہ میں فرمائی)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ۙ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ (الفاتحۃ)

زمانہ بعثتِ نبوی کی تاریکی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی طرف تمام مسلمان کہلانے والے لوگ خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں وہ آج سے تیرہ سو سال پہلے ایک ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے کہ اس زمانہ کی نسبت آپؐ کے دوست و دشمن سب اقرار کرتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر تاریک زمانہ تاریخ میں نہیں پایا جاتا۔ وہ زمانہ تاریکی اور جہالت، بے دینی اور خدا تعالیٰ سے دُوری کے لحاظ سے تمام گذشتہ زمانوں سے بڑھا ہوا تھا۔ ہر مذہب اور ہر ملت میں ایسا اختلال اور کمزوری واقع ہوگئی تھی کہ علاوہ اس بات کے کہ کون سا مذہب سچا ہے اور کون سا جھوٹا۔ اخلاقی طور پر ہر ایک مذہب کے مدعی ایسے گر گئے تھے

کہ کوئی مذہب اپنے پیروؤں پر فخر نہیں کر سکتا تھا۔ اس زمانہ میں دُنیا کی درستی اور اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

رسولِ کریمؐ کی عظمت

جس طرح وہ زمانہ سب سے زیادہ تاریک، سب سے زیادہ جہالت اور سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے دُوری کا زمانہ تھا۔ اسی طرح اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے سب انبیاءؑ سے بڑا بنایا اور سب سے زیادہ چمکتا ہؤا نُور اور روشنی آپؐ کو دی کیونکہ جتنی بڑی مرض ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ جتنی بھُوک ہوتی ہے اسی کے مطابق کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اور جتنا لمبا قد ہوتا ہے اسی کے مطابق لباس تیار کیا جاتا ہے۔ ایک ہوشیار اور سمجھدار درزی طویل القامت انسان کے لئے ایک چھوٹے بچّے کے قد کے مطابق لباس تیار نہیں کرتا۔ ایک قابل اور عقلمند ڈاکٹر کسی خطرناک بیماری کے لئے بے توجہی سے نسخہ نہیں لکھتا۔ نہ اتنی مقدار میں دوائی تجویز کرتا ہے جس سے مریض کو کچھ فائدہ نہ ہو بلکہ کافی مقدار میں تجویز کرتا ہے۔

رسولِ کریمؐ کی عظمت کی وجہ

پس جبکہ دُنیا کے تمام مؤرخ اور سب سمجھدار لوگ خواہ وہ کسی مذہب اور کسی ملّت سے تعلق رکھتے ہوں تسلیم کرتے ہیں اور اس زمانہ کی تاریخ بھی شہادت دیتی ہے کہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ تاریکی اور ظُلمت پھیلی ہوئی تھی سب لوگ اپنے اپنے مذہب کو چھوڑ چکے تھے ان کے اخلاق و عادات بگڑ چکی تھیں تو ایسے خطرناک زمانہ میں ضروری تھا کہ دُنیا کی اصلاح کے لئے وہی انسان آتا جو سب سے زیادہ نیکی اور تقویٰ، پاکیزگی اور طہارت میں بڑھا ہؤا ہوتا۔ کیونکہ جب ایک معمولی درزی لمبے قد کے لئے چھوٹا کپڑا نہیں سیتا ایک معمولی طبیب خطرناک بیماری کا معمولی علاج تجویز نہیں کرتا تو وہ خدا جو علیم ہے اور ہر ایک بات کو جانتا ہے وہ کس طرح دُنیا کی ایسی خطرناک حالت کو معمولی سمجھتا اور کسی معمولی انسان کو بھیج دیتا۔ پس جبکہ یہ اقرار کر لیا گیا کہ اس زمانہ میں مرض حد سے بڑھا ہؤا تھا تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس وقت اصلاح کے لئے جو رسولؐ آیا وہ بھی سب سے بڑا تھا۔

رسولِ کریمؐ کا انکار کس قدر خطرناک ہے

اور پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جتنا وہ رسول بڑا تھا اتنا ہی اس کا انکار بھی بڑا اور خطرناک ہے۔ کیونکہ کوئی نعمت جتنی بڑی ہوتی ہے اس کے پھینکنے اور قدر نہ کرنے والا اتنا ہی زیادہ الزام کے نیچے ہوتا ہے۔ پس جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑی نعمت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے سب سے

بڑے انسان ہیں مخلوق پر، تو ان کا رد کرنا بھی بہت بڑی ہلاکت اور خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والی بات ہے۔

رسول کریمؐ کی صداقت کے نشان

پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار بہت بڑی لعنت اور خدا تعالیٰ سے دوری کا باعث ہے (ہمارے ملک میں لعنت گالی سمجھی جاتی ہے۔ لیکن عربی میں دُور ہو جانے کو کہتے ہیں) تو اس کا لازمی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے بڑے بڑے نشان بھی رکھے ہوں تاکہ ان کے ذریعہ لوگ آپؐ کو پہچان سکیں۔ ورنہ اگر ایسا نہ ہو تو قیامت کے دن لوگ کہہ سکتے ہیں کہ جب ان کا اتنا بڑا دعویٰ تھا اس کے لئے دلائل اور نشان بھی بڑے بڑے ہونے چاہئیں تھے۔ لیکن چونکہ ایسا نہ تھا اس لئے ہم ان کے نہ ماننے کی وجہ سے کسی الزام کے نیچے نہیں ہیں۔ تو عقلِ سلیم تسلیم کرے گی اور ہر مسلمان کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت پہلے انبیاءؑ سے بڑے ہونے چاہئیں کیونکہ آپؐ کی آمد تمام دُنیا کے لئے رحمت تھی اور آپؐ کا دعویٰ سب انبیاء سے بڑھ کر تھا۔

قرآن کریم میں صداقت رسولِ کریمؐ کے نشان

اس بات کو مدِّ نظر رکھ کر قرآن کریم کو دیکھتے ہیں کہ اس نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کیا ثبوت دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں رسولِ کریمؐ کی صداقت کے متعلق فرماتا ہے۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ (ھود: ۱۸) فرماتا ہے۔ اس نبی کا انکار کوئی معمولی بات نہیں۔ کسی مذہب کا انسان ہو اس کا فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے اگر وہ خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس پر سوال ہوتا ہے کہ کس طرح معلوم ہو کہ اس کے ماننے سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔ فرماتا ہے اس کے تین ثبوت ہیں۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً تین زمانے ہوتے ہیں۔ ایک ماضی، دوسرا حال، تیسرا مستقبل۔ یہ تینوں زمانے شہادت دے رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خدا کی طرف سے ہے پس جس کی صداقت کے لئے زمانہ ماضی، زمانہ حال اور زمانہ مستقبل پکار رہا ہو اس کا کون عقلمند انکار کر سکتا ہے۔

زمانہ حال کی شہادت

فرماتا ہے سب سے پہلے زمانہ حال کے لوگ ہوتے ہیں کہ وہی ایمان لانے والے ہوتے ہیں اس کے متعلق فرماتا ہے۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کہ اس زمانہ میں ایسے ثبوت موجود ہیں جو اس رسول کی صداقت ظاہر کر رہے ہیں۔ یہاں تو مختصر طور پر فرما دیا اور دوسری جگہ اس کی یوں تفصیل کی ہے کہ دیکھو خدا اس کی تائید کر رہا اور اسے دشمنوں پر غلبہ دے رہا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔

زمانہ مستقبل کی شہادت

پھر آئندہ زمانہ کے متعلق فرمایا۔ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ کہ آئندہ زمانہ میں بھی خدا کی طرف سے ایک ایسا گواہ آئے گا جو اس کی صداقت کو ثابت کرے گا اور اس کے سچے ہونے کی گواہی دے گا۔ رسول کریمؐ کے وقت کے جو لوگ تھے ان پر آپ کے نشان حجت تھے۔ مگر سوال ہو سکتا تھا کہ جو بعد میں آئیں گے ان کے لئے کون سے نشان حجت ہوں گے۔ اس لئے فرمایا ایک ایسا شاہد آئے گا جو اپنے آنے کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ثابت کرے گا اور اس رسول کی سچائی کی گواہی دے گا۔

تو اس آیت میں فرمایا کہ زمانہ حال کے لئے تو اس کے نشان حجت ہیں اور زمانہ مستقبل کے لئے ایک اور شخص مبعوث کیا جائے گا جو اس وقت دُنیا پر اس کی صداقت ظاہر کر دے گا۔ یہ تو زمانہ حال اور مستقبل کے متعلق ہؤا۔

زمانہ ماضی کی شہادت

اور زمانہ ماضی کے متعلق فرماتا ہے وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰى۔ اس سے پہلے زمانہ کے متعلق موسیٰؑ کی کتاب شہادت دے رہی ہے۔ اس میں شہادت موجود ہے کہ بنی اسمٰعیل سے ایک ایسا نبی کھڑا ہو گا کہ جو اس کا انکار کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔ (استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸-۱۹ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ ۱۹۲۲ء)

صداقت کے عقلی اور نقلی ثبوت

پس یہ ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت۔ دُنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو کہتے ہیں عقلی ثبوت پیش کئے جائیں۔ ان کے لئے فرماتا ہے کہ اس کے ساتھ نشان ہیں اور یہ بیّنات اپنے ساتھ رکھتا ہے ان کو دیکھ کر اس کی صداقت کو تسلیم کرو۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ نقلی طور پر صداقت کا ثبوت دو۔ ان کو فرماتا ہے۔ تمہاری کتابوں میں موجود ہے کہ آئندہ ایک نبی آئے گا اور وہ یہی ہے۔ پھر آئندہ آنے والے لوگ تھے ان کے متعلق فرمایا۔ جب دُنیا خدا کو چھوڑ کر گمراہی میں مبتلاء ہو جائے گی اور اس رسول کا انکار کرے گی۔ اس وقت ایسا انسان آئے گا جو نشان دکھلائے گا اور

ان نشانوں سے اس رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت ثابت کر دے گا۔

موجودہ زمانہ میں رسول کریمؐ کا انکار

اب ہمیں موجودہ زمانہ کو دیکھنا چاہئے کہ کیا یہ زمانہ ایسا نہیں ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا جا رہا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے زمانہ میں ایک انسان آئے گا مگر وہ خود نہیں کھڑا ہو گا بلکہ خدا تعالیٰ اس کو کھڑا کرے گا۔ ورنہ یوں تو ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہؤا ہوں۔ یہ صاف بات ہے کہ کسی امر کے متعلق گواہ کی اسی وقت ضرورت ہوتی ہے جب اس کا انکار کیا جاتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا انکار کیا جا رہا ہے یا نہیں۔ گو واقعات سے کتنی ہی آنکھیں بند کر لی جائیں تاہم ہر ایک شخص کو جو ضد اور تعصب کی آلائشوں سے پاک ہو گا تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس قدر سختی کے ساتھ اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا انکار کیا جا رہا ہے اس قدر پہلے کبھی نہیں کیا گیا۔

پہلے زمانہ کے مخالفین اسلام کے حملے کیوں کمزور تھے؟

پہلے مخالفین اسلام پر اس لئے ناپاک اور گندے اعتراض نہ کرتے تھے کہ مسلمانوں کی حکومتوں سے ڈرتے تھے۔ پھر ان کے سامنے ایسے ایسے نمونے موجود تھے جن کی موجودگی میں وہ اسلام کی صداقت کا انکار نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگیوں میں ایسا تغیر پیدا کر دیا تھا کہ ان کا مسلمان کہلانا ہی اس بات کے ثبوت میں کافی ہوتا تھا کہ وہ بدی اور بُرائی کے نزدیک تک نہیں جاتے اور جب لوگوں کا ان پر یہ اعتماد تھا تو انہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں نیکی اور بھلائی پھیلانے والا انسان تھا۔ پھر لوگ ان بزرگوں کو دیکھ کر جو خاص طور پر ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کوئی ایسا حملہ نہیں کر سکتے تھے جیسے کہ اب کرتے ہیں۔ چنانچہ پہلے زمانہ کے مخالفین کی جو کتابیں موجود ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت جو اعتراض کئے گئے وہ بالکل پھیکے اور بہت کمزور تھے۔ چونکہ اس وقت عام طور پر مسلمانوں کی زندگیاں نقائص اور عیوب سے پاک و صاف تھیں اس لئے اسلام کی تعلیم بھی اعتراضات سے بری تھی اور اسلام مخالفین کے حملوں سے محفوظ تھا۔ کیا بلحاظ اس کے کہ اسلام کی تعلیم ہی ایسی ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا اور کیا بلحاظ اس کے کہ اسلام کی تعلیم کے عملی نمونے مسلمانوں میں موجود تھے اور کیا بلحاظ اس کے کہ مسلمانوں کی جماعتیں اسلام

کو پھیلانے کے لئے دُنیا میں نکلی رہتی تھیں۔تمام دُنیا اس بات کو تسلیم کرتی ہے اور خاص کر گذشتہ جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی قوم صرف دشمن کے مقابلہ میں اپنا بچاؤ کرتے کرتے اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک خود بھی حملہ نہ کرے۔ چنانچہ اس جنگ میں لڑائی کے اس اصل پر خاص طور عمل کیا گیا۔کیونکہ اس طرح دشمن کو اپنے گھر کا بھی فکر پڑ جاتا ہے۔تو دشمن پر کامیابی حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ نہ صرف اس کے حملہ کو روکا جائے بلکہ خود اس پر حملہ کیا جائے۔ اور مذہبی رنگ میں یہی حملہ ہوتا ہے کہ اس مذہب کے نقائص بتائے جائیں۔ اسلام میں گیارہویں بارہویں صدی تک ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اشاعتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی تھیں۔چنانچہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت سے اسلام نہیں پھیلا۔ بلکہ خواجہ معین الدین اجمیریؒ جیسے بزرگوں کے ذریعہ پھیلا تو ان حالات کے ماتحت اسلام مخالفین کے حملوں سے بچا ہوا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شبہ نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔

موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت

لیکن اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ ایک طرف تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بُعد اور دوری کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت میں ایسا تغیر آ گیا کہ ایک وقت وہ تھا کہ ایک شخص کا مسلمان کہلانا ہی ضمانت تھی اس بات کی کہ وہ سچ کہے گا۔ مگر ایک یہ وقت آ گیا کہ مسلمان کہلانے والوں کو سب سے زیادہ جھوٹا سمجھا جانے لگا۔ پھر ایک تو وہ وقت تھا کہ یورپین مصنّف باوجود اسلام کے ساتھ سخت تعصب رکھنے اور گالیاں دینے کے لکھتے تھے کہ مسلمان عہد کے بڑے پکے ہوتے ہیں جو اقرار کر لیتے ہیں اسے ضرور پورا کرتے ہیں۔چنانچہ سپین کے واقعات بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ بار بار عہد کئے گئے جنکو ریاستوں نے خود ہی توڑ دیا مگر مسلمانوں نے کبھی کسی عہد کو نہ توڑا۔ اسی طرح صلیبی جنگیں ہوئیں ان کے متعلق یورپین مصنف اقرار کرتے ہیں اور وہ مصنف اقرار کرتے ہیں جو خود لڑنے کے لئے گئے تھے کہ جب بھی مسلمانوں نے معاہدہ کیا اسے لفظاً لفظاً پورا کیا۔اس کے مقابلہ میں جرمنی اور فرانس نے عہدناموں کو توڑا۔تو اُس وقت اسلام کا نام ضمانت تھی اس بات کی کہ صداقت اس کے ساتھ ساتھ جاتی ہے۔مگر پھر وہ زمانہ آ گیا کہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں کو جھوٹا اور فریبی سمجھا جانے لگا اور خود مسلمانوں نے اپنا مسلمان ہونا جھوٹے ہونے کے مترادف سمجھ لیا۔ ایک دفعہ مجھے کشمیر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میں نے غالیچے بنوائے۔ بنانے والا مسلمان تھا۔اس کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا اس سے دس پندرہ فٹ کم اس نے غالیچے تیار کئے اور قیمت پہلے لے لی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا یہ تم نے کیا کیا؟ اس کے جواب میں بار بار وہ یہی کہے" میں مسلمان ہوں" اس پر مجھے غصہ آئے کہ یہ ایسا جواب

کیوں دیتا ہے کیا مسلمان کے معنی فریبی اور دغا باز اور بدعہد کے ہیں ؟ تو مسلمانوں کی یہ حالت ہے اور اس کے لئے کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں ۔خود مسلمان شاعروں کے شعر دیکھ لو. وہ مسلمانوں کی کیا حالت بیان کرتے ہیں۔ حالی جو فوت ہو گئے ہیں ان کے دل میں مسلمانوں کا درد تھا۔ ان کے شعر دیکھ لئے جائیں وہ کیا کہتے ہیں۔ میں نے ایک مصنّف کی کتاب پڑھی ہے وہ ہمارے متعلق لکھتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں قرآن میں یہ خوبی ہے اور حدیث میں یہ۔ لیکن ہم ان باتوں کو کیا کریں ہم یہ دیکھیں گے کہ عملی طور پر اسلام کیسا ہے ۔ اس کے بعد وہ لکھتا ہے۔ چلو اسلامی ممالک میں چلیں اور دیکھیں مسلمان کہلانے والوں کی کیا حالت ہے ۔ یہ اعتراض گو غلط ہے اور اسلام کی صداقت پر اس کی وجہ سے کوئی حرف نہیں آتا ۔ تاہم ایسا ہے کہ ایک مسلمان سن کر شرمندہ ضرور ہو جاتا ہے ۔ ولایت میں ایک عیسائی ان کتابوں کو پڑھ کر جو اسلام کی تائید میں لکھی گئیں مسلمان ہو گیا اور اس نے ارادہ کیا کہ چلو ہندوستان چل کر ان لوگوں کو دیکھیں جو مسلمان ہیں۔ اس میں کوئی نقص ہو گا کہ وہ بدقسمتی سے ایسے وقت میں ہندوستان کی ایک ریاست میں پہنچا جبکہ محرم کے ایام تھے اور مسلمان کہلانے والے شیر چیتے کی کھالیں پہن کر ناچ رہے تھے ۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا جس مذہب کے ماننے والوں کی عملی حالت یہ ہو اُسے کوئی انسان قبول نہیں کر سکتا اور وہ مُرتد ہو گیا۔ اس پر میں نے اس رئیس کو خط لکھا ۔ اب اس نے محرم کے متعلق ایسی قیود لگا دی ہیں کہ بہت کم خلاف انسانیت باتیں کی جاتی ہیں۔

تو اس زمانہ میں مسلمانوں کی ایسی حالت ہو گئی ہے کہ جسے دیکھ کر رونا آتا ہے ۔دُنیا کے سارے کے سارے عیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے جاتے ہیں۔ اگر اس وقت میں ان کو بیان کروں تو ہر مؤمن کے جسم کو کپکپی شروع ہو جائے ۔ مگر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہر ایک جانتا ہے۔

مسلمان کہلانے والے اسلام کے خلاف

یہ تو عملی کمزوری کی وجہ سے ہؤا۔ لیکن مسلمانوں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اسلام کے خلاف خود لیکچر دیئے اور کہا اس وقت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بہت بڑا فرق ہو گیا ہے اس لئے وہ باتیں جو اس زمانہ میں کی گئیں اب نہیں ہو سکتیں ۔ چنانچہ ایک شخص نے تجویز پیش کی کہ چونکہ پتلون پہن کر سجدہ نہیں کیا جا سکتا اور یہ جاہل لوگوں کے لئے تھا اس لئے اب اس طرح نماز پڑھنی چاہئے کہ لوگ بنچ پر بیٹھ کر میز پر سر جھکا لیا کریں۔ اسی طرح ہر روز نماز پڑھنے کا

حکم زمانہ جہالت کے لئے تھا اب ہفتہ میں صرف ایک بار کافی ہے ۔ اسی طرح روزہ یہ ہونا چاہئے کہ پیٹ بھر کے کھانا نہ کھایا جائے نہ یہ کہ سارا دن بھوکا پیاسا رہنا چاہئے ۔ اسی طرح بعض مسلمانوں نے یہ سمجھ کر کہ اسلام دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا کہہ دیا کہ اسلام سو سال کے اندر اندر دُنیا سے مٹ جائے گا۔

کلمہ تک نہ جاننے والے مسلمان

عام لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کلمہ تک نہیں جانتے ۔ پہلے سنا کرتے تھے کہ ایسے بھی مسلمان ہیں جو کلمہ بھی نہیں جانتے ۔ مگر سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے وقت چونکہ کلمہ پڑھایا جاتا ہے اس لئے اس بات کی تصدیق ہوگئی ۔ بیسیوں مرد اور عورتیں ایسی آتی ہیں جنہیں کلمہ ایک ایک لفظ کرکے پڑھانا پڑتا ہے۔ ایک پٹھان کا قصہ سُنا کرتے تھے کہ اس نے ایک ہندو کو پکڑ لیا اور کہا پڑھ کلمہ۔ ہندو نے کہا مَیں کلمہ جانتا نہیں کیا پڑھوں ۔ پٹھان نے کہا پڑھ ورنہ مار دوں گا۔ آخر اس نے مجبور ہو کر کہا کہ اچھا پڑھاؤ پڑھتا ہوں ۔ پٹھان نے کہا خود پڑھ ۔ ہندو نے کہا مَیں جانتا نہیں پڑھوں کیا پٹھان نے کہا معلوم ہوتا ہے تمہاری قسمت خراب ہے ورنہ آج تو مسلمان ہو جاتا ۔ کلمہ مجھے بھی نہیں آتا۔ مَیں اس کو ایک لطیفہ سمجھتا تھا اور اب بھی سمجھتا ہوں کہ شائد یہ واقعہ نہ ہو مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچنے کے لئے یہ کہانی بنائی گئی ہو۔ مگر بیسیوں کی تعداد میں مرد اور عورتیں مَیں نے ایسی دیکھی ہیں جو باوجود میرے کہنے کے کلمہ کے الفاظ دُہرا نہیں سکتیں ۔ یہ حالت ہے اسلام کی اور اس اسلام کی جو ایسی کشش رکھتا تھا کہ اس نے وحشیوں اور جاہلوں کو مدبر اور حکمران بنا دیا۔ اس کے ماننے والوں کا آج یہ حال ہے کہ ایک چھوٹا سا کلمہ بھی نہیں پڑھ سکتے ۔ پھر راجپوتانہ اور علیگڑھ کے پاس پاس ایسے دیہات ہیں جہاں لوگ کہلاتے تو مسلمان ہیں لیکن انہوں نے گھروں میں بُت رکھے ہوئے ہیں اور ہندوؤں کی تمام رسمیں بجالاتے ہیں۔

اسلام پر اندرونی بیرونی حملے

تو آج وہ زمانہ ہے جبکہ اسلام پر اندرونی اور بیرونی دونوں طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اپنی جو حالت ہے اس کے متعلق کسی قدر تو مَیں نے بتا دیا ہے اور عام طور پر سب لوگ جانتے ہیں ۔ جاہل اور بے علم لوگ یوں اسلام سے دُور ہو چکے ہیں اور انگریزی تعلیم یافتہ طرح طرح شکوک اور شبہات اُٹھا کر اسلام سے متنفر ہو رہے ہیں۔ کہیں ایولیوشن تھیوری پیش کرتے ہیں کہ انسان ترقی کرتے کرتے موجودہ حالت کو پہنچ گیا ہے نہ کہ خدا نے اسے ایسا ہی پیدا کیا ہے۔ کہیں سائنس کی تعلیم کے غلط نتائج

نکال کر اسلام پر حملہ کیا جاتا ہے۔ غرض ایک طرف نئے نئے علوم نے مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کی قدر و وقعت کو مٹا دیا ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کی عملی حالت دیکھ کر مخالفین حملہ آور ہوتے ہیں تیسری طرف جب مسلمان دنیاوی طور پر گر گئے تو دشمنوں کو اسلام پر اور زیادہ حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔

شاہد کے آنے کی ضرورت

پس یہ وہ وقت ہے جبکہ اس شاہد کے آنے کی ضرورت ہے جو آکر ثابت کر دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے خدا کے محبوب اور پیارے تھے۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جب شاہد کے آنے کی ضرورت ثابت ہے اور کوئی اس بات کا انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام کے لئے یہ نہایت ہی خطرناک زمانہ ہے۔ آج زمین و آسمان مسلمانوں کے دشمن ہو گئے ہیں آسمان سے جو بلائیں آتی ہیں ان سے مسلمان ہی زیادہ مرتے ہیں۔ اور زمین پر جو لڑائیاں ہوتی ہیں ان میں بھی مسلمان ہی سب سے زیادہ زیر عتاب آتے ہیں۔ ایسی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت رکھنے اور آپؐ کی اُمت کو بچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے کیا سامان کیا؟ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی کوئی ایسا موقع آئے گا تو خدا تعالیٰ انتظام کرے گا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے کہ میری طرف سے ایک گواہ آئے گا جو اس رسولؐ کی صداقت ثابت کرے گا۔ ہم کہتے ہیں اگر اب خدا تعالیٰ نے یہ انتظام نہ کیا تو پھر کب کرے گا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

اگر اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا سچا رسول ہے اگر قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے تو آج وہ وقت ہے جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی مدد ہونی چاہئے۔ ورنہ اگر اب بھی خدا تعالیٰ نے مدد نہ کی تو کہا جائے گا کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب نہیں۔ کیونکہ جب کوئی انسان یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ ایک شخص اس کے سامنے اس کے بچے کی گردن پر چھری چلائے اور وہ چپکا بیٹھا رہے تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ اگر اسلام خدا کی طرف سے ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خُدا کے سچے رسول ہیں، قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے تو جب ان پر طرح طرح کے حملے ہو رہے ہیں خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں نہ آئے اور وہ ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہ کرے۔ پس اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور ہر ایک مسلمان تسلیم کرتا ہے کہ آپؐ خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں تو اسے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ایسے سامان ضرور ہونے چاہئیں جن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اس

زمانہ میں بھی ثابت ہو۔

رسول کریمؐ کے شاہد کی بعثت

میرے آج کے لیکچر کا موضوع یہی ہے کہ مَیں اس بات کو ثابت کروں کہ خدا تعالیٰ کو اس زمانہ میں اسلام کی حالت دیکھ کر غیرت آئی اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اس شاہد کو کھڑا کر دیا۔ جس کا اس نے قرآن کریم میں وعدہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہندوستان ہی سے جو تمام مذاہب کا جولانگاہ بنا ہوا ہے اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں سے کھڑا کیا ہے تاکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دُنیا میں پھیلائے اور آپؐ کا نام روشن کرے اور ثابت ہو جائے کہ آپؐ نعوذ باللہ کوئی فریبی اور دغا باز نہ تھے بلکہ خدا تعالیٰ کے پیارے اور محبوب تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ نے آکر یہی ثابت کیا اور ہم یہی مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب کو کھڑا کیا تھا۔ پس حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ کوئی نیا دعویٰ نہیں تھا بلکہ یہی تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے اور اسلام کو مخالفین کے حملوں سے بچانے کے لئے کھڑا کیا ہے اور مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہونے کا فخر ہے۔ آپؑ کو خواہ مسیح کہیں یا مہدی، رسول کہیں یا نبی، بہرحال اس کا مطلب یہی ہو گا کہ آپؑ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہو کر آئے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ کی صداقت

اب مَیں اس بات کا ثبوت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جو دعویٰ کیا اس کو انہوں نے کس طرح پورا کیا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ قرآن کریم میں جس شاہد کے آنے کا ذکر ہے وہ مرزا صاحبؑ ہیں؟ اس کے متعلق میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی معلوم کرنے کے لئے یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا وہ جھوٹے تھے، غلطی خوردہ تھے، یا مجنون تھے، یہی وہ تین باتیں ہیں جن میں سے کوئی نہ کوئی اس شخص میں پائی جائے گی جو ایک دعویٰ کرتا ہے مگر سچا نہیں ہے۔ اور یہ تینوں باتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہو یا ہو سکتا ہے جھوٹا نہ ہو مگر کسی وجہ سے اسے غلطی لگ گئی ہو یا ہو سکتا ہے غلطی تو نہ لگی ہو لیکن پاگل اور مجنون ہو اب ہم دیکھتے ہیں حضرت مرزا صاحبؑ نے جو دعویٰ کیا ہے وہ کیسا ہے۔ آیا آپ جھوٹے ہیں یا غلطی خوردہ ہیں یا مجنون ہیں۔ ان میں سے کون سی بات پائی جاتی ہے۔

کیا حضرت مرزا صاحبؑ جھوٹے تھے؟

پہلے یہ لیتے ہیں کہ آیا آپؑ جھوٹے تھے؟ جھوٹے ہونے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی عزت قائم کرنے کے لئے فریب سے یہ بات بنالی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور خدا نے مجھے مأمور کرکے بھیجا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص اس طرح اپنی عزت قائم کرنے کے لئے جھوٹ بنائے گا اس کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عزت نہ ہوگی۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک انسان کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہو مگر وہ بندوں کے سامنے جھوٹ بول لے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولے۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے دل میں میری عزت ہو وہ دوسرے کے متعلق تو جھوٹ بول لے لیکن میرے متعلق نہیں بولے گا۔ پس اگر حضرت مرزا صاحبؑ کے دل میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عزت ہو تب تو وہ ایسا جھوٹ نہیں بول سکتے۔ ہاں جب ان کی عزت نہ ہو تب بول سکتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کو رسول کریمؐ سے عشق

اس کے لئے پہلے میں حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی پیش کرتا ہوں۔ ان کی زندگی کوئی مخفی نہ تھی ایک مشہور انسان تھے۔ اخباروں میں ان کے حالات شائع ہوتے رہتے تھے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ان کو پڑھ کر دیکھ لیا جائے کہ شروع سے لے کر اخیر تک حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں لگی ہوئی نظر آئے گی۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی حضرت مرزا صاحبؑ کو فریبی کہے لیکن یہ تو غیر مذاہب کے لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحبؑ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق تھا۔ مجنوں و لیلیٰ، فرہاد و شیریں کے قصے مشہور ہیں۔ معلوم نہیں سچے ہیں یا جھوٹے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ مرزاؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ ہماری آنکھوں کے سامنے گذرا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ لیلیٰ اور شیریں، مجنوں اور فرہاد کوئی وجود بھی تھے یا نہیں، ان میں عشق تھا یا نہیں اور اگر تھا تو کیسا تھا مگر ہم یہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا سچا عشق تھا کہ جس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ چنانچہ مخالفین ہندوؤں، عیسائیوں وغیرہ کی کتابیں پڑھ کر دیکھ لو وہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ اسلام کے لئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مرزا صاحبؑ نے زندگی وقف کر رکھی تھی۔

میں اس کے متعلق بعض واقعات سناتا ہوں۔ پنڈت لیکھرام آریوں کے ایک مشہور مبلغ تھے ان

سے اسلام کے متعلق حضرت مرزا صاحبؑ کی خط و کتابت ہوتی رہی۔ چونکہ ان کی طبیعت میں سختی تھی اس لئے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سخت اور ناشائستہ الفاظ استعمال کئے جیسا کہ ان کی کتاب "کلیات آریہ مسافر" سے ظاہر ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کو جو دلائل کا جواب دلائل سے دینے میں کبھی نہ تھکنے والے تھے ایسے الفاظ سُن کر بہت تکلیف ہوئی۔ ایک دفعہ جب لاہور گئے تو پنڈت لیکھرام ملنے کے لئے آئے اور سامنے آکر سلام کیا۔ آپ نے ادھر سے منہ پھیر لیا۔ پھر وہ دوسری طرف آئے لیکن آپؑ نے توجہ نہ کی۔ اس پر سمجھا گیا کہ شائد آپؑ کو معلوم نہیں یہ کون ہے اور بتایا گیا کہ یہ پنڈت لیکھرام ہیں اور آپؑ کو سلام کہتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اسے شرم نہیں آتی میرے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام کرتا ہے۔ پنڈت لیکھرام کی جو عزت آریوں میں تھی اس کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ ان سے ملنا اپنی عزت سمجھتے تھے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کی غیرت دیکھئے۔ پنڈت صاحب خود ملنے کے لئے آتے ہیں مگر آپؑ فرماتے ہیں پہلے میرے آقا کو گالیاں دینا چھوڑ دے تب میں ملوں گا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا سلوک اپنی اولاد سے ایسا اعلیٰ درجہ کا تھا کہ قطعاً خیال نہیں کیا جا سکتا تھا کہ آپؑ کبھی ناراض بھی ہو سکتے ہیں۔ ہم جب چھوٹے ہوتے تھے تو یہ سمجھا کرتے تھے کہ حضرت صاحبؑ کبھی غصے ہوتے ہی نہیں۔ میرے بچپن کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے مولوی عبدالکریم صاحب جو اسی جگہ کے ایک عالم تھے اور جنہیں پرانے لوگ جانتے ہوں گے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک دفعہ مجھے کہا میری پسلی میں درد ہے۔ جہاں ٹکور کی گئی لیکن آرام نہ ہوا۔ آخر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ آپؑ کی جیب میں اینٹ کا ایک روڑا پڑا تھا۔ جس کی وجہ سے پسلی میں درد ہو گیا۔ پوچھا گیا کہ حضور یہ کس طرح آپؑ کی جیب میں پڑ گیا۔ فرمایا محمود نے مجھے یہ اینٹ کا ٹکڑا دیا تھا کہ سنبھال کر رکھنا مَیں نے جیب میں ڈال لیا کہ جب مانگے گا نکال دوں گا۔ مولوی صاحب نے کہا حضور مجھے دے دیجئے میں رکھ چھوڑوں۔ فرمایا نہیں میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تو آپؑ کو اولاد سے ایسی محبّت تھی۔ آپؑ ہم سب سے ہی بہت پیار اور محبّت کرتے تھے لیکن خاص کر ہمارے سب سے چھوٹے بھائی سے آپؑ کو ایسی محبت تھی کہ ہم سمجھتے تھے سب سے زیادہ اسی سے محبت کرتے ہیں۔ ایک دن میں جب باہر سے آیا تو دیکھا کہ چھوٹے بھائی کے جسم پر ہاتھ کی پانچوں اُنگلیوں کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بچپن کی ناسمجھی سے اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نکل گئی تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف تھی۔ اس پر حضرت صاحب نے اس زور سے اسے مارا کہ

اس کے بدن پر نشان پڑ گئے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی کا یہ نہایت ہی چھوٹا اور معمولی واقعہ ہے لیکن اس کو سامنے رکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج کل مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی کسقدر عزت ہے۔ اکثر لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں جو مخالفین کے لیکچروں میں جاتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خوشی سے گالیاں سنتے ہیں۔ بعض جوش میں آکر آگے سے گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر یہ بھی درست نہیں اور اکثر بیٹھے سُنتے رہتے ہیں۔ لاہور میں آریوں کا ایک جلسہ ہؤا جس میں شامل ہونے کی دعوت حضرت مرزا صاحبؑ کو بھی دی گئی اور بانیان جلسہ نے اقرار کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی بُرا لفظ استعمال نہیں کیا جائے گا۔ لیکن جلسہ میں سخت گالیاں دی گئیں ہماری جماعت کے کچھ لوگ بھی وہاں گئے تھے جن میں مولوی نورالدین صاحب بھی تھے جن کی حضرت مرزا صاحبؑ خاص عزت کیا کرتا تھے جب آپؑ نے سُنا کہ جلسہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئی ہیں تو مولوی صاحب کو کہا۔ وہاں بیٹھا رہنا آپ کی غیرت نے کس طرح گوارا کیا کیوں نہ آپ اُٹھ کر چلے آئے۔ اس وقت آپؑ ایسے جوش میں تھے کہ خیال ہوتا تھے کہ مولوی صاحب سے بالکل ناراض ہو جائیں گے۔ مولوی صاحب نے کہا حضور غلطی ہو گئی۔ آپؑ نے فرمایا یہ کیا غلطی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جائیں اور آپ وہاں بیٹھے رہیں۔

غرض ایسے بیسیوں واقعات ہیں جن سے ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی ساری زندگی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور توقیر کے لئے وقف تھی۔

حضرت مرزا صاحب کے نمونہ کا اثر

پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ آپؑ کے نمونہ کا آپؑ کی اولاد آپؑ کے متبعین اور آپ کے مریدوں پر کیا اثر ہؤا۔ اس وقت وہ خواہ کتنے ہی کمزور ہوں لیکن اسلام کے لئے غیرت انہی لوگوں میں نظر آئے گی جو حضرت مرزا صاحبؑ کو ماننے والے ہیں۔ کیونکہ اس وقت اسلام پر حملہ کرنے والوں کا جواب اگر کوئی جماعت دے رہی ہے تو وہ وہی ہے جو حضرت مرزا صاحبؑ نے قائم کی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ رات دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے میں لگے رہتے تھے۔ ایسے انسان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا۔

کیا حضرت مرزا صاحب غلطی خوردہ تھے؟

اب رہا یہ کہ کیا آپؑ غلطی خوردہ تھے۔؟ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحبؑ نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔لیکن ایسے لوگوں کو بعض ایسے مقامات سے گزرنا پڑتا ہے جہاں غلطی لگ جاتی ہے۔ اسی طرح مرزا صاحبؑ کے ساتھ ہوا اور اس کے ثبوت میں یہ سناتے ہیں کہ جس طرح منصورؒ نے اَنَا الْحَقّ کہا تھا اسی طرح مرزا صاحب نے جو دعوے کئے ان میں ان کو غلطی لگ گئی۔ مگر دراصل یہ کہنے والوں کی غلطی ہے۔ اگر منصورؒ کو اَنَا الْحَقُّ الہام ہوا تو یہ کوئی بُری بات نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ایسی آیتیں ہیں جن میں خدا تعالیٰ اپنے آپ کو اسی طرح مخاطب کرتا ہے۔پس اس الہام سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ منصور نے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔کیونکہ اگر کوئی خدا کا ہو کر بھی ایسی ٹھوکر کھائے تو پھر خدا تعالیٰ سے تعلق ہونے کا فائدہ کیا۔ تو یہ غلط ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو غلطی لگ گئی۔ آپؑ متواتر کئی سال کہتے اور اعلان کرتے رہے کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور وہ الہام پورے ہوتے رہے۔ اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ غلطی خوردہ تھے۔

کیا حضرت مرزا صاحبؑ کو جنون تھا؟

اب رہا جنون۔ اس کے متعلق طبّی شہادت سے فیصلہ ہو سکتا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی جماعت میں جتنے طبیب اور ڈاکٹر داخل ہوئے ہیں۔اتنے کسی اور جماعت میں ایسے معزز پیشہ کے لوگ داخل نہیں ہوئے۔ اس صورت میں سوائے اس شخص کے جو خود پاگل ہو اور کوئی حضرت صاحبؑ کو پاگل نہیں کہہ سکتا۔

حضرت مرزا صاحبؑ صادق تھے

پس ان تینوں باتوں میں سے کوئی بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔ اب یہی پہلو باقی رہ گیا کہ آپؑ سچے ہیں۔ اس کے متعلق دیکھتے ہیں کہ سچائی کے کیا دلائل ہیں؟

صداقت مسیح موعودؑ کی ایک دلیل

قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک دلیل پیش کرتا ہے اور وہ یہ کہ جو لوگ اس کے متعلق کہتے ہیں کہ جھوٹا ہے وہ ذرا اس کی اس عمر پر تو غور کریں جو دعویٰ سے پہلے گزری ہے کہ وہ کیسی تھی؟ یہ ایک بہت بڑا ثبوت ہے کسی کی سچائی کا جو اسلام نے پیش کیا ہے کہ دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو دیکھو کیا وہ ایسی نہیں ہے کہ کوئی اس پر حرف گیری نہیں کر سکتا۔ اگر ایسی ہی ہے تو ظاہر ہے کہ جس شخص نے کل شام تک کسی سے دغا فریب نہیں کیا اور نہ جھوٹ بولا کس طرح ممکن ہے کہ وہ آج صبح اُٹھ کر لوگوں پر

نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنا شروع کردے۔ یہ بات کسی کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی کہ ایسا ہو سکتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے مخالفین کو کہہ دو فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ (یونس: ۱۷) میں نے تم میں ایک لمبی عمر گزاری ہے اس کو دیکھ لو کیسی تھی اور اسی سے اندازہ لگا لو کہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے جو اَب بولوں۔ یہی بات حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے متعلق بیان کی ہے کہ میں ایک لمبا عرصہ تمہارے درمیان رہا ہوں۔ آج کہیں باہر سے آکر دعویٰ نہیں کر دیا۔ میری پہلی زندگی کو دیکھو۔ کیسی تھی؟ مگر کسی نے پہلی زندگی میں کوئی نقص نہ بتایا۔

اہلِ سیالکوٹ سے خطاب

آج میں اہل سیالکوٹ کو خاص طور پر مخاطب کرتا ہوں کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ یہاں کئی سال تک رہے اور کئی لوگوں سے ان کے تعلقات تھے۔ مولوی میر حسن صاحب اور حکیم حسام الدین صاحب۔ لالہ بھیم سین صاحب وکیل ان کے دوستوں میں سے تھے۔ اور بھی کئی لوگوں سے حضرت مرزا صاحبؑ کے تعلقات رہے اور مدتوں رہے اور جوانی کے زمانہ میں جبکہ عام لوگ بدیوں میں مبتلاء ہو جاتے ہیں رہے۔ پھر قادیان میں سکھ اور ہندو آپ سے مذہبی اختلاف رکھنے والے موجود تھے۔ ان کو حضرت صاحبؑ نے چیلنج دیا کہ میرے چال چلن میں کوئی عیب نکالو۔ کیا میں نے اس دعویٰ سے پہلے کبھی جھوٹ بولا، کسی سے فریب کیا، کسی کو دغا دی یا کوئی اور بری بات کی۔ اگر نہیں تو خدارا غور کرو۔ جو کل تک لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا رہا وہ آج کس طرح جھوٹ میں اتنا بڑھ سکتا ہے کہ لوگوں کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے لگ جائے۔ ہر ایک تغیر وقفہ چاہتا ہے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ ایک حالت سے بدل کر دوسری حالت کی طرف جانے کے لئے وقفہ ضروری ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت دیتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے جب کل تک اس کی راست بازی اور سچائی میں کسی کو شبہ نہیں تھا تو ایک رات میں کس طرح اتنا تغیر ہو گیا کہ خدا پر جھوٹ بولنے لگ گیا۔ یہی حضرت مرزا صاحبؑ نے کہا کہ اگر یہ ممکن نہیں تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں خدا پر جھوٹ بولنے لگ گیا۔ حضرت مرزا صاحبؑ یہاں سیالکوٹ میں کئی سال رہے اور آپؑ سے ملنے والے بہت لوگ ابھی زندہ ہیں۔ ان سے دوسرے لوگ پوچھ سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے کیسے اخلاق تھے۔ ایک دفعہ جب حضرت مرزا صاحبؑ پر جہلم میں مقدمہ دائر کیا گیا تو یہاں کے لالہ بھیم سین صاحب نے آپؑ کو خط لکھا کہ میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں خود آ نہیں سکتا اگر اجازت دیں تو میرا بیٹا جو بیرسٹر ہو کر آیا ہے اسے شہادت کے لئے بھیج دوں وہ

اس الزام کی تردید کرے جو آپؑ پر لگایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق ان کے ملنے والوں کے کیا خیالات تھے۔ ایسے انسان کے متعلق کوئی سمجھدار خیال بھی نہیں کر سکتا کہ وہ یکدم سچائی کو چھوڑ کر جھوٹ بولنے لگ گیا۔ اور جھوٹ بھی خدا تعالیٰ پر اور اتنا بڑا کہ خدا نے مجھے دُنیا کا ہادی بنا کر بھیجا ہے۔ اس بات کو کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا۔

دوسری دلیل

قرآن کریم میں سچے نبی کا خدا تعالیٰ نے ایک اور ثبوت پیش کیا ہے اور وہ یہ کہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ـ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ـ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ـ (الحاقة : ۴۵ تا ۴۷) خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔ اگر یہ ہم پر جھوٹ بولتا تو چونکہ ہم قادر ہیں اور ہم پر جھوٹ بولنا کوئی معمولی بات نہیں ہے اس لئے ہم اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل خدا تعالیٰ پیش کرتا ہے اس کے ماتحت ہم دیکھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ سچے تھے یا نہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے دعویٰ کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ اب خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو یہ کہا ہے کہ اگر یہ ہم پر جھوٹ بولتا تو ہم اسے ہلاک کر دیتے۔ یہی حضرت مرزا صاحب پر چسپاں ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ پر افتراء کرتے تو ہلاک ہو جاتے اور کوئی دوسرا کرتا تو ہلاک نہ ہوتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ مفتری کو خدا تعالیٰ کچھ عرصہ ڈھیل دے دے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اسے ہلاک نہ کرے اور اس کو لوگوں کے گمراہ کرنے کے لئے چھوڑ دے۔ اگر ایسے جھوٹے دعوے کرنے والے ہلاک نہ کئے جائیں تو پھر امن کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے جھوٹے لوگوں نے دعوے کئے وہ سب کے سب ہلاک کئے گئے۔

یہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نہ تو مجنون اور پاگل تھے۔ نہ دھوکا خوردہ۔ اب دو ہی باتیں باقی ہیں کہ یا تو آپ سچے تھے یا جھوٹے۔ اس کے لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ تیس سال متواتر حضرت مرزا صاحب علی الاعلان کہتے رہے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے دُنیا کا ہادی اور راہنما کر کے بھیجا ہے اور خدا تعالیٰ مجھ سے کلام کرتا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں آدمیوں نے آپؑ کی بیعت کی اور آپؑ کو قبول کر لیا۔ جنہیں مخالفین کے نزدیک حضرت مرزا صاحبؑ نے اسلام سے نکال کر کافر بنا دیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو پکڑا نہیں۔ اگر ایک جھوٹا انسان بھی اس طرح کامیاب ہو سکتا ہے تو پھر اسلام کی صداقت کی کون سی دلیل رہ گئی۔

خُدائی کا دعویٰ کرنیوالے

بعض لوگ کہتے ہیں۔ فلاں نے خُدائی کا دعویٰ کیا تھا وہ بچ گیا تو مرزا صاحبؑ کے نبی کا دعویٰ کرکے بچنے میں کون سی عجیب بات ہے۔ ہم کہتے ہیں خُدائی کا دعویٰ کرنا اور بات ہے اور نبوت کا دعویٰ کرنا اور بات۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ ہم خدائی کا دعویٰ کرنے والے کو ہلاک کردیں گے۔ کوئی کہے خُدائی کا دعویٰ کرنا تو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے سے بھی بڑا جرم ہے ایسے شخص کو تو ضرور پکڑنا چاہئے۔ مگر بات یہ ہے کہ خدائی کا دعویٰ کرنا ایسی بیہودہ بات ہے کہ جس کا باطل ہونا ہر ایک عقلمند بآسانی سمجھ سکتا ہے قصّہ مشہور ہے ایک سادھو نے خدائی کا دعویٰ کیا ایک زمیندار کو اس پر بہت غصّہ آیا لیکن سادھو کے چیلوں کے ڈر سے کچھ نہ کہتا۔ آخر ایک دن اکیلا دیکھ کر اسے کہنے لگا کیا تُو ہی خدا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ زمیندار نے کہا میں تو تجھے بہت عرصہ سے تلاش کر رہا تھا اچھا ہُوا آج تم مل گئے۔ یہ کہہ کر اس نے پکڑ لیا اور یہ کہہ کر مارنا شروع کر دیا کہ تُو نے ہی میرے باپ کو مارا ہے۔ میرے فلاں رشتہ دار کو مارا ہے۔ آج میں سب کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا۔ اس پر سادھو نے تھوڑی دیر کے بعد ہی ہاتھ باندھنے شروع کر دیئے اور کہہ دیا میں خدا نہیں ہوں۔

تو خُدائی کے دعویٰ کو باطل ثابت کرنے کے لئے تو ایک جاٹ ہی کافی ہوتا ہے۔ لیکن جھوٹے نبی سے لوگوں کو دھوکہ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ نبی انسانوں میں سے ہی آیا کرتے ہیں۔ پس اگر نبی کی صداقت کا یہ ثبوت نہ ہوتا اور جھُوٹا دعویٰ کرنے والے کو ہلاک نہ کیا جاتا تو دُنیا تباہ ہو جاتی۔

دعویٰ کے بعد حضرت مرزا صاحب سے خُدا کا سلوک

اب دیکھو! حضرت مرزا صاحبؑ دعویٰ کے بعد کتنے سال زندہ رہے اور اس عرصہ میں خدا تعالیٰ کا ان سے کیا سلوک رہا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ آپؑ بالکل اکیلے تھے یا اب یہ وقت ہے کہ لاکھوں انسان ان کے نام پر جانیں قُربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحبؑ سچے نہ تھے تو چاہئے تھا کہ خدا تعالیٰ آپ کو دعویٰ کے بعد تیس سال تک زندہ نہ رہنے دیتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے نہ صرف اتنا لمبا عرصہ آپ کو اپنے دعویٰ کے پیش کرنے کے لئے دیا بلکہ آپؑ کے تمام دشمنوں اور مخالفوں کے مقابلہ میں آپؑ کی مدد کی۔ آپؑ کی تائید میں بڑے بڑے نشان دکھلائے اور لاکھوں انسانوں کو ان کے سامنے جھُکنے کی توفیق بخشی۔ کیا خدا تعالیٰ کا یہ سلوک کسی جھوٹے مدعی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ ہر گز نہیں۔

تیسری دلیل

تیسرا ثبوت سچے نبی کا خدا تعالیٰ یہ دیتا ہے کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْکَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (الانعام : ۲۲) اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے اور کہے کہ مجھے الہام ہوتا ہے حالانکہ نہ ہوتا ہو۔ یا اللہ کی آیات کی تکذیب کرے۔ ایسے لوگ ظالم ہوتے ہیں اور ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔

اب ہم پوچھتے ہیں جب خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والا ظالم ہوتا ہے۔ اور ظالم کبھی خدا تعالیٰ سے نصرت نہیں پاتا۔ تو جب حضرت مرزا صاحب ایسے تھے تو پھر کیا وجہ ہے خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں ملتی رہی ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو نصرت ملی اس کو دیکھ کر کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپؑ جھوٹے تھے ورنہ اسے قرآن کو جھوٹا قرار دینا پڑے گا جو کہتا ہے کہ خدا پر جھوٹ بولنے والوں کو کبھی نصرت نہیں ملتی۔

دیکھو! حضرت مرزا صاحبؑ نے آج سے کئی سال پہلے قادیان میں جہاں کے اکثر لوگ آپؑ سے ناواقف تھے اور صرف چند لوگ جانتے تھے کہا یَأْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (تذکرہ صفحہ ۵۲ ایڈیشن چہارم) اور یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (تذکرہ صفحہ ۳۳۵ ایڈیشن چہارم) کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے چاروں طرف سے تیرے پاس اس کثرت سے لوگ آئیں گے کہ رستے گھس جائیں گے اور چاروں طرف سے خورد ونوش کا سامان آئے گا۔ اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ چاروں طرف تیرا نام پھیل جائے گا۔

جب حضرت صاحبؑ نے دعویٰ کیا بالکل گمنام تھے، کوئی ان کا متبع نہ تھا، آپ کوئی بڑے عالم نہ تھے، کوئی حکومت نہ رکھتے تھے کہ رُعب کی وجہ سے لوگ آپؑ کے ساتھ ہوگئے۔ پھر یہ بھی نہیں کہ آپؑ کی مخالفت نہیں ہوئی بلکہ جب آپؑ نے دعویٰ کیا تو ہندوستان کے سب علماء آپؑ کی مخالفت میں کھڑے ہوگئے۔ امراء نے بھی آپؑ کے خلاف زور لگایا اور پیروں گدی نشینوں نے بھی مخالفت کی۔ پھر اس وقت کے حالات کو دیکھ کر گورنمنٹ نے بھی بدظنی ظاہر کی کیونکہ حضرت صاحبؑ نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور مہدی کا جو نقشہ مسلمانوں نے کھینچا ہوا تھا اس سے گورنمنٹ کو فتنہ و فساد کا ڈر تھا۔ ادھر ہندوؤں اور عیسائیوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کی مخالفت شروع کردی۔ مگر آپ تن تنہا سب کے مقابلہ میں کھڑے ہوگئے اور کسی کی پرواہ نہ کی اور علی الاعلان کہہ دیا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانہ کی حفاظت کے لئے کھڑا ہوں۔ کون ہے جو ایک پیسہ بھی اس میں سے اُٹھا کر لے

جا سکے۔ تو اس زمانہ میں جبکہ حکومت کو بدظنی تھی، ہر طرف سے مخالفت ہو رہی تھی، آپ سے بات تک کرنا ناجائز سمجھا جاتا تھا، اسی سیالکوٹ سے ایک اشتہار شائع ہوا تھا کہ جو شخص مرزائیوں سے بات کرے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ علماء نے کہہ دیا ہم وارث دین ہیں۔ ہم فتویٰ دیتے ہیں کہ مرزا واجب القتل ہے۔ لیکن وہ اکیلا سب کے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا اور اس نے علی الاعلان کہہ دیا کہ میں اس کا غلام ہوں جو خدا کا محبوب ہے اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے کھڑا ہوا ہوں مجھے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا اور اس وقت خدا تعالیٰ کا یہ الہام بھی سُنا دیا کہ "دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"[1] اب دیکھو ایسے حالات میں دُنیا کو یہ کہنا اور پھر ایسا ہی ہو جانا کس کی عقل میں آسکتا ہے کہ یہ جھوٹے اور فریبی انسان کا کام ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایک طرف وہ دعویٰ دیکھو جو حضرت مرزا صاحبؑ نے کیا اور دوسری طرف ان تکالیف پر نظر کرو جو حضرت مرزا صاحب اور آپؑ کے ماننے والوں کو دی گئیں اور پھر غور کرو کہ جو کامیابی آپؑ کو نصیب ہوئی اور ہو رہی ہے یہ کسی جھوٹے اور مفتری کو ہو سکتی ہے۔ ان باتوں پر غور کرو اور فائدہ اُٹھاؤ۔

---

[1] تذکرہ صفحہ ۱۰۴ ایڈیشن چہارم